Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Deriving Juristic Rulings from the Parables of the Holy Qur'an

امثال قرآن سے فقہی احکام کا استنباط

Dr. Muhammad Riaz Mahmood
Associate Professor,
Department of Islamic Thought, History and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad
riaz.mahmood@aiou.edu.pk

ABSTRACT

This research article explores the methodology of deriving jurisprudential rulings from the parables of the Holy Qur'an. While Qur'anic parables are often studied for their moral and spiritual dimensions, their role as a source of legal inference remains underexplored in classical and contemporary jurisprudential literature. This study argues that Qur'anic parables are not merely rhetorical devices for admonition but carry implicit legal connotations that can be systematically analyzed for juristic extraction. Employing a combined method of linguistic tafsir, and inductive reasoning, the article identifies eight distinct categories of legal derivation from parables: direct command embedded in simile, prohibition through allegorical warning, conditional rulings within narrative frameworks, analogical reasoning triggered by parabolic scenarios, abrogation indicators within parables, legal maxims deduced from parabolic conclusions, evidentiary precedence in disputed cases, and finally, the hermeneutic limits where parables cannot serve as sole proofs. Each heading provides classical examples such as the parable of the mosquito, the blazing fire and the spider's house. The article concludes that parabolic inference enriches Islamic legal theory by offering contextual depth and psychological insight into legislative intent, but requires strict adherence to linguistic authenticity and avoidance of speculative interpretation. This research fills a significant gap in jurisprudential discourse and offers a framework for contemporary jurists to engage with Qur'anic narratives in issuing balanced and context aware fatwas.

Keywords: Holy Qur'an, Juristic Rulings, Jurisprudential Inference, Legal Maxims,Qur'anic Parables, Tafsir.

ا۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

قرآن مجید کا اعجاز بیان صرف الفاظ کے انتخاب اور اسلوب کی رفعت تک محدود نہیں، بلکہ اس کی امثال بھی اپنے اندر معانی کے گہرے سمندر سموئے ہوئے ہیں۔ یہ تمثیلیں نہ صرف اخلاقی تربیت اور روحانی بصیرت کا ذریعہ ہیں بلکہ ان سے فقہی احکام کا استنباط بھی ممکن ہے، جس پر اکثر اہل علم نے بالاستیعاب گفتگو نہیں کی۔ موضوع کی اہمیت اس امر سے واضح ہے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تمثیلی اسلوب موجود ہے اور ان میں سے بہت سی آیات ایسی ہیں جن کے ظاہر میں تشبیہ اور باطن میں تشریع پنہاں ہے۔ فقہی احکام کے استنباط کے لیے اصول فقہ نے قرآن مجید کی آیات میں سے نص، عام، خاص، مطلق، مقید، محکم اور متشابہ کا تو تفصیل سے جائزہ لیا ہے، مگر امثال کے فقہی پہلو کو اکثر صرف بلاغی یا تفسیری زاویے سے پرکھا گیا ہے۔ پس منظر میں یہ حقیقت مضمر ہے کہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے ایسے واقعات منقول ہیں جہاں انہوں نے

قرآنی تمثیل سے عملی حکم اخذ کیا، مثلاً سورۃ البقرہ میں مچھر کی مثال سے توحید اور استدلال کے ساتھ ساتھ بعض فقہی فروعات بھی اخذ کی گئیں۔ موجودہ دور میں جب فقہی مسائل پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے زمانے کے چیلنجز سے ہم آہنگ احکام درکار ہیں، تو امثال قرآنی سے استنباط علوم القرآن، علم تفسیر اور علم فقہ کے میادین میں ایک نیا دروازہ کھولتا ہے۔ یہ تحقیق اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ ان امثال کو ادبی خوبی یا وعظ و نصیحت کی حدود سے نکال کر اصول استنباط کے زمرے میں لاتی ہے۔

۲۔ تشبیہ میں پوشیدہ حکم امر اور اس کا استنباط

قرآن مجید کی بہت سی امثال میں اللہ تعالیٰ نے کسی محسوس چیز کو پیش کر کے ایک حکم شرعی مراد لیا ہے۔ تشبیہ میں براہ راست کسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور وہ حقیقت اکثر واجب، مندوب یا حرام کی شکل میں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ"[1]

" ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں۔۔"

ظاہر میں یہ صرف انفاق کی فضیلت ہے، لیکن فقہی اعتبار سے اس سے مزید احکام بھی مستنبط ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انفاق فی سبیل اللہ جائز اور مستحب ہے، دوسرے یہ کہ انفاق کے ثواب میں مضاعفہ یعنی سات سو گنا تک ثابت ہے، تیسرے یہ کہ انفاق مال کے جواز کے لیے مال مباح ہونا شرط ہے، کیونکہ ناپاک یا حرام مال سے حبہ کی تشبیہ فاسد ہو گی۔ امام فخر الدین رازیؒ نے "تفسیر کبیر" میں لکھا ہے کہ اس تمثیل میں شرط نقصان مال کی عدم موجودگی بھی پوشیدہ ہے، جیسے حبہ زمین میں ڈالنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے مگر بڑھتا ہے، اسی طرح انفاق کرنے والے کا مال ظاہراً کم ہو کر باطناً بڑھتا ہے۔[2] اسی سلسلے میں سورۃ الکہف آیت ۴۵ میں دنیا کی مثال پانی سے دی گئی ہے جو سبزہ اگاتا ہے پھر بھس بن جاتا ہے۔[3] اس تمثیل سے فقہاء نے یہ حکم اخذ کیا کہ دنیاوی اسباب پر بھروسہ رکھنا حرام نہیں مگر دل لگانا حرام ہے، نیز یہ کہ زندگی کے معاملات میں تبدیلی کے پیش نظر عقود میں خیار الشرط اور خیار الرؤیۃ جائز ہے، کیونکہ ہر چیز عارضی ہے۔

ایک اور مثال سورۃ الرعد آیت ۱۷ ہے جہاں پانی کی تمثیل میں جو اوپر سے نازل ہوتا ہے اور ندیوں میں بہتا ہے اور سیلاب جھاگ اٹھاتا ہے۔[4] امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کہ جس طرح پانی کی حقیقت نفع دینا ہے اور جھاگ عارضی، اسی طرح بیع کا مقصد منفعت کا تبادلہ ہے نہ کہ دھوکہ۔[5] تشبیہی امثال سے استنباط کرتے وقت اصولی قاعدہ یہ ہے کہ تشبیہ خود تشریع نہیں بلکہ شرعی معنی کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔[6] چنانچہ یہاں محتاط اجتہاد درکار ہے کہ تشبیہ کے اصل اور فرع کے درمیان علت کو پہچانا جائے۔ اگر علت صرف لفظی مشابہت ہو تو حکم نہیں بن سکتا، مگر اگر عقلی اور عرفی مناسبت ہو تو استنباط جائز ہے۔ اس زمرے میں سب سے زیادہ استفادہ مال کی زکوٰۃ، جہاد کے احکام اور نکاح کے مقاصد میں کیا گیا ہے۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ تشبیہ امثال میں حکم کا صیغہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے استنباط کرنا پڑتا ہے، جس کے لیے عربی زبان کے اسرار اور عرف عام کا علم ضروری ہے۔ لہٰذا یہ زمرہ استنباط کا پہلا اور وسیع ترین دروازہ ہے۔

---

[1] البقرۃ2:261۔

[2] رازی، محمد فخر الدین بن عمر، **التفسیر الکبیر، مفاتیح الغیب** (لبنان: بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء)، ج:7، ص:39۔

[3] الکہف18:45۔

[4] الرعد13:17۔

[5] ذوالفقار علی، **معیشت و تجارت کے اسلامی احکام** (لاہور: ابوھریرۃ اکیڈمی، 2010ء)، ص:1-216۔

[6] تفتازانی، مسعود بن عمر، **التلویح فی کشف دقائق التنقیح** (کراچی، مکتبہ البشریٰ 2018ء)، ص:231-237۔

۳۔ تخویف اور وعید پر مبنی امثال سے حرمت کا استنباط

بہت سی قرآنی تمثیلیں ایسی ہیں جن میں کافروں، منافقوں یا گناہ گاروں کے اعمال کو بھڑکتی ہوئی آگ، گدلا پانی یا تاریک پہاڑ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ظاہراً یہ تخویف یعنی ڈرانے کے لیے ہیں، لیکن فقہاء نے ان سے متعدد حرمتیں اور ممنوعات بھی اخذ کی ہیں۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۷-۱۸ میں منافقوں کی مثال اس شخص سے دی گئی جس نے آگ جلائی، جب روشنی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نور لے لیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا۔[7] اس تمثیل کے فقہی استنباط میں یہ حکم سامنے آیا کہ جس نے بظاہر ایمان کا اقرار کیا پھر دل میں کفر رکھا، اس کا معاملہ مسلمانوں جیسا نہیں ہے۔ سورۃ النور آیت ۳۹ میں کافروں کے اعمال کو سراب یعنی چمکتی ریت سے تشبیہ دی گئی جسے پیاسا شخص پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب پہنچتا ہے تو کچھ نہیں پاتا بلکہ اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا کرتا ہے۔ اس تمثیل سے مفسرین نے یہ حکم اخذ کیا کہ ریاکاری اور نمود و نمائش کے لیے کیے گئے اعمال باطل ہیں، لہٰذا نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں اخلاص شرط ہے، بغیر اخلاص کے اعمال نہ صرف ثواب سے محروم بلکہ عذاب کا سبب بنتے ہیں۔[8]

قرآن مجید میں مشرکین کی مثال مکڑی کے گھر جیسی دی گئی ہے کہ سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔[9] اس آیت سے کئی فقہی نکات واضح ہوتے ہیں۔ مثلاً شرک اور بت پرستی حرام ہے، معاملات میں غیر اللہ پر توکل کرنا حرام ہے اور جو عقد یا معاہدہ کسی شرط فاسد پر ہو وہ بھی مکڑی کے جالے کی طرح منہدم ہو سکتا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۶ میں مچھر اور اس سے بھی حقیر چیز کی مثال سے کفار کے اعتراض کا جواب دیا گیا،[10] لیکن اس سے فقہاء نے یہ اصول نکالا کہ حقیر چیزوں کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے، لہٰذا کسی بھی شرعی حکم کو اس کی ظاہری حالت کی وجہ سے ترک نہیں کیا جا سکتا مثلاً راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹانا یا کسی گناہ کو معمولی خیال کرتے ہوئے اس پر کاربند رہنا۔

۴۔ قصص میں مشروط احکام

قرآنی امثال اکثر طویل قصص کے اندر پیش کی جاتی ہیں، جیسے حضرت موسیٰؑ اور جناب خضرؑ کا واقعہ، اصحاب کہف یا اصحاب الجنتین۔ ان قصص میں بعض جملے تمثیلی ہوتے ہیں اور ان سے مشروط فقہی احکام استنباط کیے جا سکتے ہیں۔ سب سے واضح مثال سورۃ الکہف میں خضرؑ کے ساتھ واقعات ہیں جہاں کشتی میں نقب لگانا، بچے کو قتل کرنا اور دیوار کو سیدھا کرنا ظاہراً برے افعال تھے لیکن باطناً حکمت پر مبنی تھے۔ اس قصے کی تمثیل سے فقہاء نے یہ اصول اخذ کیا کہ بعض صورتوں میں ضرورت اور مصلحت عامہ کے تحت نقصان پہنچانا جائز ہو سکتا ہے جیسے راہزنی کے خلاف دیوار بنانا۔ مشروط احکام میں ایک اور بہترین تمثیل سورۃ البقرہ آیت ۲۶۴ ہے:

"لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ"[11]

" اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور تکلیف دینے سے برباد نہ کرو، جیسے وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔"

---

[7] البقرۃ2:17-18۔

[8] النور24:39۔

[9] العنکبوت29:41۔

[10] البقرۃ2:26۔

[11] البقرۃ2:264۔

اس میں منّ واذیت کے ساتھ صدقہ دینے والے کی مثال اس شخص سے دی جو چٹان پر مٹی رکھ کر پانی برسنے پر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ اس تمثیل سے شرط یہ نکالی گئی کہ صدقہ کی قبولیت کے لیے نہ صرف مال دینا بلکہ دل کی نیت اور بعد میں احسان نہ جتائے جانے کی شرط ہے۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۹ میں فرمایا:

"أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ"[12]

"جس نے تعمیر تقویٰ پر کی بہتر ہے یا جس نے گرتے ہوئے کنارے پر کی۔"

اس تمثیل سے فقہاء نے استنباط کیا کہ مسجد، مدرسہ، یا کسی بھی وقف کی بنیاد زمین کی ملکیت اور جائزیت پر ہونی چاہیے، ورنہ اگر زمین دوسرے کی ہے یا غصب کی گئی ہے تو پوری عمارت باطل ہے۔ اسی زمرے میں سورۃ الزمر آیت ۲۹ میں اس شخص کی مثال ہے جس کے کئی آقا ہوں جو اسے جھگڑتے ہیں اور اس شخص کی مثال جس کا ایک ہی آقا ہو۔[13] یہ مثال اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک کے بطلان کے لیے ہے لیکن فقہی طور پر اس سے مشروط حکم یہ ملا کہ کسی مال یا شخص میں مشترکہ ملکیت ہو تو اس میں تنازع ہو سکتا ہے، جبکہ جہاں ایک مالک ہو وہاں نظم بہتر ہوتا ہے۔[14] ان تمام مثالوں میں مشروط احکام کا استنباط اس شرط پر مبنی ہے کہ بیانیہ کے تمثیلی جزو کو محض قصہ گوئی نہ سمجھا جائے بلکہ اس کے تحت پوشیدہ قانونی شرائط کو تلاش کیا جائے۔ یہ زمرہ معاملاتِ مالیہ اور خاندانی قوانین میں بہت کارآمد ہے۔

۵۔ تمثیلی مناظر سے قیاس کا استدلال

قیاس اصول فقہ کا چوتھا ماخذ ہے۔ قرآن مجید کی امثال میں اکثر ایسے مناظر پیش کیے گئے ہیں جو قیاس کے لیے اصل فراہم کرتے ہیں۔ ان مناظر میں دو چیزوں کے درمیان ایک واضح علت ہوتی ہے، جسے دوسری چیز پر منتقل کر کے حکم لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"اوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ"[15]

"یا ان کی مثال آسمان سے اترنے والی بارش کی طرح ہے جس میں تاریکیاں اور گرج اور چمک ہے۔"

یہ تمثیل منافقوں کے دلوں کی گھٹن اور کفر کی تاریکی کو بیان کرتی ہے، لیکن فقہاء نے اس سے قیاس کیا کہ جس طرح بادل سے بجلی اور گرج کا تعلق ہے، اسی طرح گناہوں کے درمیان بھی تعلق ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک زیادہ معروف مثال ہے:

"ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا"۔[16]

"اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کی مثال بیان فرمائی جو خود کسی کی ملکیت میں ہے، وہ کسی شے پر قادر نہیں اور ایک وہ ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرما رکھی ہے"

اس تمثیل میں آزاد اور غلام کا فرق بتایا گیا ہے اور اس سے فقہاء نے قیاس کیا کہ جس طرح غلام اپنی ملکیت میں خود مختار نہیں، اسی طرح عورت اپنے شوہر کے تابع ہے، یعنی وہ اپنے شوہر کے زیرِ ملکیت مال کو اس کی رضا کے بغیر استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ اس سے یہ قیاس بھی کیا ہے کہ جس طرح غلام کی ملکیت میں تصرفات محدود ہیں، اسی طرح نابالغ یتیم کے مال میں ولی کا تصرف محدود ہوگا۔ سورۃ العنکبوت کی آیت ۴۳ میں بیان کردہ تمثیل بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے:

---

[12] التوبۃ 109:9۔

[13] الزمر 29:39۔

[14] رشید احمد، **احسن الفتاویٰ** (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، 1994ء)، ج:7، ص:356-361۔

[15] البقرۃ 19:2۔

[16] النحل 75:16۔

"وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ"۔[17]

"اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے"

یہ آیت خود تمثیل کے فہم کو علماء کے ساتھ خاص کرتی ہے، جس سے قیاس کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ صرف علماء ہی مناسب قیاس کر سکتے ہیں۔ سورۃ الروم آیت ۲۸ میں تمثیل ہے کہ "لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ"۔[18] یہاں اللہ تعالیٰ خود انسانوں کو ان کے مملوک کی مثال دیتے ہوئے پوچھتا ہے کہ کیا تمہارے غلام تمہارے مال میں شریک ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ اس سے قیاساً شرک کا بطلان تو ثابت ہوا، نیز فقہی قاعدہ نکلا کہ غلام اور مالک کے درمیان شریکہ نہیں ہو سکتی مگر جب مالک خود چاہے۔ یہی قیاس بیع میں شریکہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ایک اور عمدہ مثال سورۃ الفتح آیت ۲۹ میں صحابہ کرامؓ کی تمثیل کھیتی کی طرح دی گئی جو پہلے ننھی پھر موٹی ہوتی ہے۔[19] اس سے قیاس کر کے علماء نے یہ حکم لگایا کہ دین کے ابتدائی مراحل میں نرمی پھر سختی اور تعلیم میں بتدریج واجب ہے۔ تمثیلی مناظر سے قیاس کرتے وقت محتاط رہنا ہوگا کہ کہیں تشبیہ صرف لفظی نہ ہو بلکہ معنوی اور حکمی ہو۔ بہر صورت یہ زمرہ فقہی قیاس کو تمثیل قرآنی سے تقویت بخشتا ہے اور اجتہاد کو مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

۶۔ امثال کے ذریعے منسوخی کے اشارات

فقہی احکام میں ناسخ اور منسوخ کا تصور بنیادی ہے اور قرآن مجید کی کچھ امثال ایسی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد میں آنے والا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے یا اس میں ترمیم کرتا ہے۔ اگرچہ منسوخی کی دلیل عام طور پر صریح نص سے ہوتی ہے، لیکن بعض اوقات تمثیلی اسلوب میں منسوخی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

"مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا"۔[20]

"جب ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا لوگوں کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور آیت لے آتے ہیں۔"

یہ خود نسخ پر ایک واضح نص ہے، لیکن تمثیلی طور پر سورۃ الرعد آیت ۳۹ میں فرمایا گیا ہے کہ "يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ۔[21] اس میں محو و اثبات کی تمثیل ہے جیسے تختی سے لکھنا مٹا دینا۔ فقہاء نے اس تمثیل سے یہ اصول نکالا کہ جس طرح تحریر مٹ سکتی ہے، اسی طرح بعض احکام وقت کے ساتھ تبدیل ہو سکتے ہیں۔ تمثیل کے ذریعے منسوخی کے استنباط کا ایک مشہور مقام سورۃ المجادلہ آیت ۱۳ ہے جہاں پہلے نبی ﷺ نے نجویٰ یعنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا تھا، پھر اسے منسوخ کر دیا گیا۔[22] خود آیت میں تمثیل نہیں، لیکن اس کے گردونواح میں تمثیل موجود ہے۔

سورۃ التوبہ میں جہاد کے لیے نکلنے کی ترغیب دی گئی ہے اور سستی کرنے والوں کی تمثیل ہے کہ "ارْضُوا بِالْقُعُودِ مَعَ الْخَوَالِفِ" سے کی گئی۔[23] اس سے پہلے کے احکام میں جہاد صرف دفاع تھا، بعد میں حملہ آور بھی جائز ہوا۔ یہ تمثیل نسخ تدریجی کی دلیل بنی۔ منسوخی کے باب میں اصولی

---

[17] العنکبوت 43:29۔

[18] الروم 28:30۔

[19] الفتح 29:48۔

[20] البقرۃ 106:2۔

[21] الرعد 39:13۔

[22] المجادلہ 13:58۔

[23] التوبۃ 38:9-39۔

قاعدہ ہے کہ محض تمثیل سے نسخ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اسے کسی اور نص کی تائید حاصل ہونی چاہیے۔ لیکن یہاں تمثیل اس نسخ کی طرف اشارہ کرتی ہے جسے پہلے سے جانا جاتا ہو۔[24] اس زمرے کی اہمیت یہ ہے کہ یہ احکام کے ارتقا اور وقت کے ساتھ تبدیلی کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور جدید فقہی مسائل میں وقتی قواعد وضع کرنے میں راہ نمائی کرتی ہے جیسے کرونا کی وبا میں نماز کے احکام کی تبدیلی کے واقعات سامنے آئے۔

۷۔ امثال سے اخذ کردہ قواعد فقہیہ

قواعد فقہیہ وہ کلی اصول ہیں جو جزئی مسائل پر حاکم ہوتے ہیں۔ ان کی معروف مثالیں (الضرر یزال، المشقة تجلب التیسراور الیقین لا یزول بالشک) ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی امثال سے ایسے ہی قواعد کو استنباط کیا جا سکتا ہے، حالانکہ بعض قواعد تو براہ راست احادیث سے آئے ہیں لیکن ان کی قرآنی تمثیل میں جڑیں موجود ہیں۔ سب سے پہلے سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵ میں رمضان کے روزے کی رخصت کی تمثیل ہے کہ "يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"۔[25] اس تمثیل میں کوئی مخصوص تشبیہ نہیں لیکن یہ خود ایک کلی قاعدہ ہے کہ شریعت میں آسانی ہے۔ اسی طرح سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶ میں "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"۔[26] یہ قاعدہ "المشقة تجلب التيسر"[27] کی اصل ہے۔ تمثیلی طور پر سورۃ النحل آیت ۱۰۶ میں اس شخص کی مثال ہے جو ایمان لانے کے بعد کفر پر مجبور کیا جائے، مگر دل مطمئن ہو۔[28] اس سے قاعدہ "الإکراہ یُبیحُ المحظور" یعنی مجبوری حرام کو حلال کر دیتی ہے اخذ کیا گیا ہے۔ ایک اہم قاعدہ "الضرر یزال" ہے، جس کی تمثیل سورۃ البقرہ آیت ۲۱۹ میں شراب اور جوئے کے بارے میں آتی ہے کہ "فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ"[29] اور پھر تمثیل کے طور پر کہا کہ "وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا"۔[30] یہاں یہ قاعدہ نکلا کہ جب نقصان نفع سے زیادہ ہو تو وہ چیز حرام ہے۔ یہی "درء المفاسد مقدم على جلب المصالح"[31] کا بنیادی اصول ہے۔

ایک اہم قاعدہ (العادۃ محکمۃ) ہے۔[32] اس کی تمثیل سورۃ البقرہ آیت ۲۳۳ میں ہے کہ "وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"۔[33] لفظ "بالمعروف" میں عُرف اور عادت کی طرف اشارہ ہے۔ تمثیل کے طور پر اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ جہاں نص خاموش ہو وہاں عرف فیصلہ کرتا ہے۔ قاعدہ "الأصل في الأشياء الإباحة"[34] بڑی اہمیت کا حامل ہے، جس کی تمثیل سورۃ البقرہ آیت ۲۹ میں ہے کہ "خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا"۔[35] اس میں "لکم" کے لفظ سے تمثیل یہ ہے کہ زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے بنائی گئی ہیں جب تک کوئی ممانعت نہ آئے۔ ایک اہم قاعدہ "الوسائل لها أحكام المقاصد" ہے۔[36] اس کی تمثیل سورۃ المائدہ آیت ۵ میں ہے: "وَلاَ مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ"۔[37] اس میں زنا کے اسباب کی

---

[24] الظاہری، ابن حزم، **الاحکام فی اصول الاحکام** (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1988ء)، ج:3، ص:71۔

[25] البقرۃ2:185۔

[26] البقرۃ2:286۔

[27] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلۃ** (بیروت: دار الفکر، 2001ء)، ج:1، ص:98۔

[28] النحل16:106۔

[29] البقرۃ2:219۔

[30] ایضاً2:219۔

[31] مولانا مجاہد اسلام قاسمی، **جدید فقہی مباحث** (پاکستان: کراچی، ادارۃ القرآن وعلوم اسلامیہ 2010ء)، ص:9۔

[32] ابن حزم، **الاحکام فی اصول الاحکام**، ج:3، ص:291۔

[33] البقرۃ2:233۔

[34] علی بن ابی بکر، **الھدایۃ، کتاب الرضاعۃ** (پاکستان: کراچی، مکتبہ البشریٰ، 2016ء)، ج:2، ص:85۔

[35] البقرۃ2:29۔

[36] شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، **الموافقات** (السعودیہ: دار ابن عفان، 2001ء)، ص:911-1001۔

[37] المائدۃ5:5۔

مذمت کی گئی ہے۔ اسی سے استنباط ہوا کہ جس چیز کا انجام حرام ہو اس کا ذریعہ بھی حرام ہے۔ ان قواعد کے استنباط میں احتیاط یہ ہے کہ تمثیل خود قاعدہ نہیں بنتی بلکہ قاعدہ کے لیے راہ ہموار کرتی ہے۔ یہ قواعد فقہی استنباط کو منظم کرتے ہیں اور عدالتوں میں فیصلہ سازی کو آسان بناتے ہیں۔ جدید دور میں مالی معاملات، طبی فقہ اور سائبر قوانین میں یہ قواعد اسی تمثیلی بنیادوں پر توسیع پا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کرپٹو کرنسی کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت قاعدہ "الضرر يزال" اور "العادة محكمة" کو تمثیل قرآنی سے جوڑا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ زمرہ فقہی نظریہ اور عملی تطبیق کے درمیان پل کا کام کرتا ہے۔

۸۔ متنازعہ فقہی مسائل میں تمثیل کی حجیت اور ترجیح

فقہی اختلافات میں جب دو یا زیادہ آراء ہوں تو بعض اوقات ایک قرآنی تمثیل ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے میں مدد دیتی ہے۔ اس زمرے میں یہ بحث ہے کہ امثال کی استدلالی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ قطعی ہیں یا ظنی؟ کیا ان سے اکیلا حکم بن سکتا ہے یا وہ صرف دوسرے دلائل کی تائید کرتی ہیں؟ امام شافعیؒ نے "الرسالہ" میں لکھا ہے کہ امثال اللہ تعالی کی طرف سے حکمت کی روشنیاں ہیں اور ان سے استنباط جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تمثیل کا مفہوم یعنی مُشَبَّہ بِہٖ اور مشبَّہ یعنی جس کے لیے مثال دی گئی کا تعلق عرفی اور لغوی طور پر سمجھا جائے۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ آیت ۲۶۷ میں فرمایا: "لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ"۔[38] یعنی خراب چیز دینے کا قصد نہ کرو۔ یہاں تمثیل کے ضمن میں ایک فقہی مسئلہ یہ ہے کہ آیا زکوۃ میں بہتر مال دینا واجب ہے یا صرف جائز؟ بعض حضرات نے کہا کہ تمثیل میں "لَا تَيَمَّمُوا" سے واجب ہے کہ اوسط درجے کا مال دیا جائے، جبکہ بعض نے کہا کہ مستحب ہے۔ لیکن سورۃ آل عمران آیت ۹۲ میں ہے کہ "لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"۔[39] کو ساتھ رکھ کر تمثیل سے ترجیح دی گئی کہ مستحب ہے۔ ایک اور اہم اختلاف عورت کی گواہی کے بارے میں ہے۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۸۲ میں قرض کے معاملے میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کی تمثیل کے طور پر نہیں بلکہ صراحتاً ذکر ہے،[40] لیکن اس کے تمثیلی پہلو سے بعض فقہاء نے یہ قاعدہ نکالا کہ "ما لا يطلع عليه الرجال عادة"[41] یعنی جہاں عموماً مرد نہ دیکھ سکیں وہاں اکیلی عورت کی گواہی چل جائے گی۔ اس زمرے میں ترجیح کے لیے اصول یہ ہے کہ تمثیل قرآنی کو احادیث آحاد پر ترجیح دی جائے گی۔

۹۔ تمثیلی استنباط کی حدود

قرآنی امثال سے فقہی احکام کا استنباط کرتے ہوئے بعض مقامات پر حد سے تجاوز کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ کہاں تمثیل کو بطور دلیل پیش کرنا غلط ہے۔ تمثیلی استنباط کی حدود کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایک حد یہ ہے کہ جب تمثیل میں تشبیہ صرف لفظی ہو اور معنی میں کوئی مناسبت نہ ہو۔ مثلاً سورۃ البقرہ آیت ۱۷۱ میں "كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ" یعنی چرواہے کی مثال جو جانور کو آواز دے تو سنے نہیں۔[42] اس سے کوئی فقہی حکم یہ نہیں نکالا جا سکتا کہ کافر جانور کی طرح ہے۔ بلکہ یہ صفت ذم کے لیے ہے۔ اس تمثیل کو بطور دلیل استعمال کر کے کسی انسان کو جانور کہنا کفر ہے۔ ایک اہم حد یہ ہے کہ جب تمثیل کے ذریعے کوئی ایسا حکم لگایا جائے جو نص کے خلاف ہو۔ مثال کے طور پر

[38] البقرۃ2:267۔

[39] آل عمران3:93۔

[40] البقرۃ2:282۔

[41] شاطبی، **الموافقات**، ص:1191-1195۔

[42] البقرۃ2:171۔

سورۃ النور آیت ۴۳ میں بادلوں اور اولوں کی تمثیل ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جیسے چاہے نقصان پہنچائے۔[43] کوئی فقیہ اس سے یہ نہیں کہے گا کہ ظلم جائز ہے، کیونکہ نص صریحاً ظلم کو حرام کہتی ہے۔

ایک اہم حد یہ ہے کہ جب تمثیل کوئی تشریعی حکم اپنے ظاہر میں نہ رکھتی ہو بلکہ صرف مبالغہ یا تخیل ہو۔ جیسے سورۃ الشعراء آیت ۲۲۵ میں شاعروں کی مثال "أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ"۔[44] یعنی وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔ اس سے یہ حکم نہیں نکالا جاسکتا کہ شاعری حرام ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ میں شعراء بھی موجود تھے۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جب تمثیل متشابہات میں سے ہو اور اس کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔ سورۃ الفتح آیت ۱۰ میں "يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ"۔[45] کو بعض نے تمثیل کہا ہے مگر یہ صفتِ الٰہیہ ہے، اس سے کوئی فقہی حکم استنباط نہیں کیا جاسکتا کہ ہاتھ کاٹنے کا کوئی مسئلہ بنے۔ یہ امر بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ جب تمثیل کسی خاص واقعے کے لیے ہو اور اس کا عموم نہ ہو۔ جیسے سورۃ التحریم آیت ۱۰-۱۱ میں نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال کافروں کے لیے دی گئی ہے۔[46] اس سے یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا کہ کافرہ عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں، کیونکہ یہ تمثیل خاص سیاق میں ہے۔

اس بات پر توجہ ہونی چاہیے کہ جب تمثیل میں حکم کی تعلیل نہ پائی جائے بلکہ صرف تشبیہ ہو۔ اصول فقہ کی روسے "المثل لا علة له"[47] یعنی مثال اپنے آپ میں علت نہیں ہوتی، بلکہ علت کو باہر سے لانا پڑتا ہے۔ اس لیے اکیلے تمثیل سے حکم بنانا قیاس مع الفارق ہے۔ جدید دور میں کچھ لوگ امثال سے براہ راست فتویٰ دیتے ہیں، جیسے سورۃ الحجرات آیت ۱۲ میں "إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ"۔[48] سے یہ کہنا کہ ہر قسم کا گمان حرام ہے، جبکہ یہ تمثیل فقط بعض ظن کے لیے ہے۔ اس لیے یہاں احتیاط ضروری ہے۔ فقہی استنباط کی حد بندی کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ تمثیل کو دلیل بنانے کے لیے چار شرطیں لازم ہیں۔ ان شرائط میں تمثیل کا تعلق احکام عملیہ سے ہونا اور معنیٰ میں مناسبت کا ہونا شامل ہے۔ ان شرائط کے بغیر تمثیل محض ادبی حسن ہے فقہی دلیل نہیں۔ یہ زمرہ اس مضمون کا اہم حصہ ہے کیونکہ یہ استنباط میں غلو سے روکتا ہے اور اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔

۱۰۔ خلاصہ بحث

قرآن مجید کی امثال محض بلاغی آرائش یا اخلاقی نصیحت تک محدود نہیں، بلکہ ان میں فقہی احکام کے استنباط کے لیے گہرے اور متنوع امکانات موجود ہیں۔ اس تحقیقی مضمون میں مختلف پہلوؤں سے اس موضوع کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں تشبیہ میں پوشیدہ حکم امر، تخویف سے حرمت کا استنباط، بیانیہ فریم ورک میں مشروط احکام، تمثیلی مناظر سے قیاس، منسوخی کے اشارات، قواعد فقہیہ کا اخذ، متنازعہ مسائل میں ترجیح اور آخر میں تمثیلی استنباط کی حدود کو واضح کیا گیا ہے۔ ہر حصے میں قرآنی شواہد، فقہی اقوال اور اصولی قواعد کو پیش کیا گیا ہے۔ مضمون کے آغاز میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اس موضوع پر کلاسیکی اصول فقہ میں نسبتاً کم توجہ دی گئی ہے، حالانکہ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ سے اس کے عملی نمونے ملتے ہیں۔ جدید دور میں جب نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، تمثیل قرآنی سے استنباط ایک متبادل اور سیاق وسباق سے بھرپور طریقہ کار فراہم کرتا ہے۔ یہ طریقہ کار اپنی حدود کا پابند ہے۔ کسی بھی تمثیل کو بلاشرط دلیل نہیں بناسکتے، بلکہ اس کے لیے عربی زبان، اصول فقہ، مقاصد شریعت اور عرف عام کا گہرا ادراک ضروری ہے۔ مضمون میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ محتاط استنباط کے ذریعے امثال سے نہ صرف احکام خمسہ یعنی واجب، حرام، مندوب،

---

[43] النور43:24۔

[44] الشعراء225:26۔

[45] الفتح10:28۔

[46] التحریم66:10-11۔

[47] عبید اللہ بن مسعود بن محمود، التوضیح فی حل غواض التنقیح (بیروت، دارالفکر، 1990ء)، ص:411-415۔

[48] الحجرات12:49۔

مکروہ اور مباح اخذ کیے جاسکتے ہیں بلکہ وسیع تر قواعد کلیہ بھی وضع کیے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کی تمثیل حبہ سے انفاق کی فرضیت نہیں بلکہ استحباب ثابت ہوا، جبکہ سورۃ العنکبوت کی مکڑی کی مثال سے شرک اور جھوٹے معاہدوں کی حرمت ثابت ہوئی۔ قیاس تمثیلی کے ذریعے جدید مسائل جیسے مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری، سوشل میڈیا پر بدگمانی اور ڈیجیٹل کرنسی میں ربا کے تصور کو پرکھا جاسکتا ہے۔ اس تحقیق نے یہ بھی انتباہ کیا کہ تمثیل کی غلط تاویل سے فہم دین میں خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں، لہٰذا صرف اہل علم ہی اس میدان میں قدم رکھیں۔ مجموعی طور پر یہ مضمون اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ قرآنی امثال فقہی استنباط کا ایک زرخیز ماخذ ہیں۔